بشارت دی کہ اک بیٹا ہی تیرا جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کرونگا دور اُس ماہی اندھیرا دکھاونگا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دلکی غذا دی فسبحان الذی اخزی الاعادی

ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان ضلع گورداسپور پنجاب سے شائع ہوتا ہے

بدر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۳۸ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۲-دسمبر ۱۹۰۶ء | جلد ۵

سلسلہ کی خبریں

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ بخیریت ہیں حضور نے ترک موالات یعنی کل دفاتر سے جو زبردست مضمون برائے اسلام ارقام فرمایا ہے وہ چھپ جزدکی کتاب بن گیا ہے اور چھپوانے کیلئے لاہور آدمی کو کاپیاں دیکر بھیجدیا ہے جو عنقریب انشاء اللہ طبع ہو کر شائقین کو ملیگا۔

جلسہ کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ مولوی محمد سرور شاہ صاحب جلسہ کے انتظام کیلئے ناظر علی و سکریٹری جلسہ مقرر ہوئے ہیں۔ پچھلا سال کا تجربہ اس تیسرے سالانہ جلسہ کیلئے نہایت آرام دہ اور منتظمانہ ہوگا۔ امید ہے کہ گذشتہ سالوں کی نسبت گذاشتوں پر خاص توجہ ہوگی۔ اور امسال مہمانوں کی تکلیف کا پورا انسداد ہوگا۔

ترانہ حافظ

(سلیم احمد الہ آبادی)

منہمک رہتا ہوں احمد کی ثناخوانی میں
تیرتا رہتا ہوں ہر وقت اسی پانی میں
دن گزرتا ہے جو بیچینی و حیرانی میں
رات کٹتی ہے مری آہ و پریشانی میں
مرد میدان بنیں آئیں مقابل میں ذرا
ہم بھی دیکھیں تو بھلا آپ ہیں کس پانی میں
دوستو! تم کو مبارک ہو حریر و کمخواب
مست ہیں ہم تو اسی خرقۂ عریانی میں
تو نے دل میں بھی کبھی سوچا ہے حافظ کہ تجھے
کس لئے آیا ہے تو جامہ انسانی میں

عاقل و نیم عاقل و احمق

پاس دریا کے مگر کچھ فرق سے
تھے پرانے چند پانی کے گڑھے
ایک دن صیاد آئے کچھ وہاں
اک گڑھے میں تین دیکھیں مچھلیاں
خوش ادا خوش رنگ اُن کو دیکھکر
منہ میں صیادوں کے آیا پانی بھر
یوں لگے کہنے کہ کل آئینگے ہم
جال اک مضبوط سا لائیں گے ہم
خرچ گو ہو جائے کل کا دن تمام
پر یہاں مچھلی کا چھوڑینگے نہ نام
مچھلیوں میں ایک مچھلی تھی ذکی
دوسری تھی نیم عاقل فطرتی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تیسری تھی احمق اور برخود غلط
جانتی تھی عاقل اپنے کو فقط
مشورہ دونوں سے عاقل نے کیا
تم نے صیادوں کا کہنا کچھ سنا؟
ہے مری رائے کہ ہم سب رات بھر
کر کے محنت گرتے پڑتے جلد تر
یاں سے دریا کی طرف جائیں نکل
ورنہ یہ جانو کہ بس آئی اجل
نیم عاقل نے کہا سب کچھ سنا
وہ جو صیادوں نے اور تو نے کہا
پر مرے پیارے نبی کا ہے سخن
جزو ہے ایمان کا حب الوطن
میں نہ جاؤنگی وطن کو چھوڑ کر
جان کو بھی ہو اگر میرے خطر
یہ کہا عاقل نے اور سنکر ہنسی
مجھکو بھی معلوم ہے قول نبی
ہے غلط فہمی یہ تیری اے بہن
عارضی پانی کو تو سمجھی وطن
یہ کہا احمق نے میں ایسی نہیں
لے پکڑ صیاد جو مجھکو کہیں
اتنے پانی میں نہ میں آؤنگی ہاتھ
جانتی ہوں خوب صیادوں کی گھات
چھوڑ ان دونوں کو عاقل چل پڑی
بے خطر دریا میں جا کر صبح کی
چل پڑی دریا کی جانب یہ کہا
لیس للانسان الا ما سعیٰ
فرض ہے انسان کا کوشش فقط
کوشش اور نصر خدا میں مرتبط
جو کوئی کرتا ہے خود اپنی مدد
اسکی کرتا ہے خدا بھی خود مدد
نیم عاقل نے بھی یہ تدبیر کی
دم لیا گھونٹ اور مردہ بن گئی
جان کر صیاد نے اسکو مولا
پھینکا دریا کی طرف وہاں سے اٹھا
اس جگہہ سے جست کر کے ایکبار
پہنچی دریا میں ہنسی بے اختیار
تیسری احمق پھنسی جب جال میں
خوب روئی یاد کر کے پھر انہیں
اپنی خود رائی سے پچتائی بہت
اپنی نادانی سے شرمائی بہت

تشریح

ہے مراد عاقل سے یاں وہ متقی
جو جیا بے عیب ساری زندگی
اور ہمیشہ حبس نے کر کے اتقا
نفس کے شیطان کو کالبو رکھا
نیم عاقل سے غرض ہے وہ جو اب
عمر اول جس نے کھوئی رائگاں
ہوش میں وہ آگیا پر وقت پر
عاقبت کو کچھ نہ پہنچا یا ضرر
ہے مراد احمق سے یاں وہ بیحیا
غرق عصیاں جو بڑھاپے تک رہا

تبلیغ رسالت

جیسا کہ گذشتہ پرچہ میں یہ اطلاع دیگئی تھی کہ تبلیغ رسالت یعنی مجموعہ اشتہارات جلد سوم خدائے فضل سے طبع ہوگئی ہے اور وہ تمام مستقل خریداران کے نام بذریعہ وی پی قیمتی عہ/۱۲ بدستور سابق ارسال ہوگی اب یہ تجویز کیگئی ہے۔ چونکہ سالانہ جلسہ بہت قریب آگیا ہے اور اکثر وہ احباب جو اس تحفہ نایاب کے مستقل خریدار ہیں۔ جلسہ پر تشریف لائینگے اسلئے ان سب کو یہاں ہی یہ جلد دیدیجائیگی۔ اس سے ۴ر محصول ڈاک کی بچت ہو کر فائدہ رہیگا۔ بعد ازاں جو احباب خریداران تبلیغ میں سے جلسہ پر نہیں آئینگے۔ انکے نام وی پی کر کے بھیجدی جائیگی۔ لہذا وہ تمام احباب جنکے پاس پہلی دو جلدیں موجود ہیں اور وہ مستقل خریدار ہیں جب دارالامان تشریف لائیں تو یہ تیسری جلد ایک روپیہ دیکر دفتر فاروق سے لے لیں۔ اس جلد میں بقیہ حصہ جلد دوم کا ہے۔ جب تک یہ اوراق جلد دوم کے ساتھ نہ لگائے جائینگے وہ جلد ناقص رہیگی۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس جلد کو ضرور لیکر جلد دوم مکمل کرلیں۔ اور جلد سوم کا بقیہ جلد چہارم کے ساتھ طبع ہو رہا ہے۔ جلد چہارم بھی انشاء اللہ جلد تیار ہو جائیگی

رسالہ احمدی

ایسا ہی رسالہ احمدی کے دو حصہ پہلے شائع ہو چکے ہیں ایک کا نام "بلعم ثانی" تھا۔ اور دوسرے کا "بحر حقیقت" اب تیسرا اور چوتھا حصہ بھی چھپکر طیار ہو گیا ہے۔ تیسرے حصہ کا نام "النبوۃ فی الاحادیث" اور چوتھے کا نام "النبوۃ فی الالہام" ہے رسالہ احمدی کے خریداران سے چھ چھ ماہ کا چندہ صرف ایک روپیہ عہ/۱۲ (باستثناء چند خریداران کے جن سے سالانہ چندہ لیا گیا تھا) وصول شدہ ہے۔ چار ماہ کے رسالے انکو "بلعم ثانی" اور "بحر حقیقت" پہونچ چکے ہیں۔ اب اُن سے ایک روپیہ بقیہ چندہ چھ ماہ کا لیا جائیگا۔ جسکے لئے یہ ہر دو حصے جواب طبع ہوئے ہیں۔ بذریعہ وی پی قیمتی عہ/۱۲ ارسال ہونگے۔ ہر محصول ڈاک ہر دو حصہ کا ہوگا۔ مگر اسکے لئے بھی یہی تجویز ہے کہ سالانہ جلسہ پر آئے ہوئے خریدار رسالہ احمدی کے عہ/۱۲ بقیہ چندہ شش ماہی کا دیکر یہ ہر دو حصے دفتر فاروق سے لے لیں جو نہیں آئینگے اُن کے نام عہ/۱۲ کا وی پی کر کے یہ ہر دو حصے ارسال ہونگے جن اصحاب کو تبلیغ رسالت یا رسالہ احمدی کی ابھی ضرورت ہو وہ اطلاع دیں انکو کتب مذکور بذریعہ ڈاک قبل از جلسہ بھیجدی جائینگی۔ قیمت رسالہ عہ/۱۲ اور تبلیغ رسالت کا عہ/۱۲ منی آرڈر کر کے بھیجدیں ورنہ وی پی ارسال کرنیپر ۴ر زائد خرچ ہونگے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان مورخہ ۲ دسمبر ۱۹۲۰ء

کلام الامام

از حضرت مسیح موعود علیہ السلام

گذشتہ اشاعت سے آگے

اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ خدا کیواسطے اس امر پر غور کریں اور اپنے دوستوں کو بھی وصیت کریں کہ وہ میرے معاملہ میں جلدی سے کام نہ لیں بلکہ نیک نیتی کے ساتھ الذہن ہو کر سوچیں اور پھر خدا تعالےٰ سے اپنی نمازوں میں دعائیں مانگیں۔ کہ وہ انپر حق کھولدے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر انسان تعصب اور ضد سے پاک ہو کر حق کے اظہار کے لئے خدا تعالےٰ کیطرف توجہ کریگا تو ایک حد تک گذرے گا کہ اُسپر حق کھل جاویگا۔ مگر بہت ہی کم لوگ ہیں جو ان شرائط کے ساتھ خدا سے فیصلہ چاہتے ہیں۔

اور اسطرح پر اپنی کم سمجھی یا ضد و تعصب کیوجہ سے خدا تعالےٰ کے نازل کا انکار کر کے ایمان سلب کر لیتے ہیں۔ کیونکہ جب دل پر ایمان نہ رہے تو دلی جو نبوۃ کے لئے بطور منبع کے ہے اُسے پھر نبوۃ کا انکار کرنا پڑتا ہے اور نبی کے انکار سے خدا کا انکار ہوتا ہے۔ اور اسطرح پر بالکل ایمان سلب ہو جاتا ہے۔ اسوقت ضروری ہے کہ خوب غور کر کے دیکھا جاوے کہ کیا عیسائی فتنہ نہیں ہے۔ جو من کل حدب ینسلون کے مصداق ہو کر لاکھوں انسانوں کو گمراہ کر رہا ہے اور مختلف طریق اس نے اپنی اشاعت کے رکھے ہیں۔ اب وقت ہے کہ اس سوال کا جواب دیا جاوے کہ اس فتنہ کی اصلاح والے کا نام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا رکھا ہے صلیب کا زور تو دن بدن بڑھ رہا ہے اور ہر جگہ اسکی چہاد نیاں قائم ہوتی جاتی ہیں۔ مختلف مشن قائم ہو کر دور دراز ملکوں اور اقطاع عالم میں پھیلتے جاتے ہیں۔ اس لئے اگر اور کوئی بھی ثبوت اور دلیل نہ ہوتی تب بھی طبعی طور پر ہمکو ماننا پڑتا کہ اسوقت ایک مصلح کی ضرورت ہے جو اس فساد کی آگ کو بجھائے مگر خدا کا شکر ہے کہ اسنے ہمکو صرف ضروریات محسوسہ مشہودہ تک ہی نہیں رکھا۔ بلکہ اپنے رسول کی عظمت و عزت کے اظہار کے لئے بہت سی پیشگوئیاں پہلے سے اسوقت کے لئے مقرر رکھی ہوئی ہیں جن سے صاف پایا جاتا ہے کہ اسوقت ایک آنیوالا **مرد ہے** اور اسکا نام **مسیح موعود** اور اُسکا کام **کسر صلیب ہے**۔ اب اس ترتیب کے ساتھ ہر ایک سلیم الفطرۃ کو اتنا تو ماننا پڑے گا کہ بجز اس تسلیم کے چارہ نہیں کہ کوئی **مرد آسمانی** آوے اور اسکا کام اسوقت **کسر صلیب** ہی ہونا چاہیئے۔ لیکن غور طلب یہ امر ہے کہ یہ جو فرمایا گیا ہے کہ کسر صلیب مسیح موعود کا کام ہوگا اسکا کیا مطلب ہے؟ کیا وہ **لکڑی کی صلیب کو توڑے گا**؟ اور اس سے فائدہ کیا ہوگا؟ صاف ظاہر ہے کہ لکڑی کی صلیب کو اگر توڑتا پھریگا تو یہ کوئی عظیم الشان کام نہیں اور نہ اس کا کوئی معتدبہ فائدہ ہو سکتا ہے۔ اگر وہ لکڑی کی صلیب کو توڑے گا تو اس کے بجائے سونے چاندی اور ہاتھی کی صلیبیں عیسائی بنالیں گے۔ اور اس سے کیا نقصان ہوا۔ اور پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور یزید اور صلاح الدین نے بہت سی صلیبیں توڑیں تو کیا وہ اس ایک امر سے مسیح موعود بن گئے؟ نہیں ہرگز نہیں۔

معلوم ہوا کہ اس سے یہ مراد ہرگز نہیں ہو سکتی کہ وہ لکڑی کی صلیب جو بعض عیسائیوں نے لٹکائی ہوتی ہے مسیح موعود توڑتا پھریگا بلکہ اسکے اندر ایک حقیقت ہے اور اس حقیقت کی تائید میں حدیث کا ایک اور لفظ **یضع الحرب** کا آیا ہے یعنی مسیح موعود لڑائیوں کو اٹھا دیگا اب ہمیں کوئی سمجھائے کہ ایک طرف تو مسیح موعود کا یہ کام ہے۔ کہ وہ لڑائی۔ کے سلسلہ کو ..... اور دفعہ اٹھا دے اور دین کے لئے لڑائی کا نام لینا حرام سمجھا جاوے اور دوسری طرف یہ بھی صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ زمانہ امن کا زمانہ ہوگا اور سلطنت عادل سلطنت ہوگی جس سے اور بھی تقویت ہوتی ہے اس منشاء کی کہ اسوقت لڑائیاں حرام ہوں گی۔ اچھا لڑائیاں ہونگی نہیں اور صلیب توڑنا مسیح موعود کا کام ہے پھر سوچکر دیکھو کہ ہمارے اس دعوے کی تصدیق صاف طور پر ہوتی ہے یا نہیں کہ صلیب توڑنے سے یہ لکڑی کی پیتل وغیرہ کی صلیبیں (جو عیسائی تبرک کیطور پر گلے میں لٹکائے پھرتے ہیں) تو ڈنا مراد نہیں ہے بلکہ یہ لفظ ایک اور حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے **وہ وہی ہے جو ہم لیکر آئے ہیں**۔ ہم نے صاف طور پر اعلان کیا ہے کہ اسوقت **جہاد حرام ہے** کیونکہ جیسے مسیح موعود کا وہ کام ہے **یضع الحرب**

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہی اُسیکا کام ہے۔ اس کام کی رعایت سے ہمکو ضروری تہا کہ جہاد کے حرام ہونیکا فتویٰ صادر کریں۔ پس ہم کہتے ہیں کہ اِس وقت دین کے نام سے تلوار یا ہتھیار اُٹھانا حرام اور سخت گناہ ہے ہم کو ان وحشی سرحدیوں پر افسوس آتا ہے کہ وہ آئے دن جہاد کے نام سے بعض وارداتیں کرکے جو دراصل اپنا پیٹ پالنے کے لیئے کرتے ہیں۔ اسلام کو بدنام کرتے ہیں۔ اور امن میں مخل انداز ہوتے ہیں ایک سچے مسلمان کو ان وحشیوں کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں ہونی چاہیئے۔ تو پھر یکسر الصلیب کے کیا معنے ہیں۔؟ توجہ سے سننا چاہیئے کہ مسیح موعود کی بعثت کا وقت غلبۂ صلیب کے وقت ٹھیرایا گیا ہے۔ اور وہ صلیب کو توڑنے کے لئے آئیگا۔ اب مطلب صاف ہے۔ کہ مسیح موعود کی آمد کی غرض عیسوی دین کا ابطال کلی ہوگا۔ اور وہ حجت و براہین کے ساتھ جنکو آسمانی تائیدات اور خوارق اور بھی قوی کردینگے وہ صلیب پرستی کے مذہب کو باطل کرکے دکھادے گا۔ اور اُس کا باطل ہونا دنیا پر روشن ہوجائے گا۔ اور لاکہوں روحیں اعتراف کرلینگی کہ فی الحقیقت عیسائی دین انسان کے لئے رحمت کا باعث نہیں ہوسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری ساری توجہ اس صلیب کیطرف لگی ہوئی ہے۔ صلیب کی شکست میں کیا کوئی کسر باقی ہے؟ موت مسیح کے مسئلہ نے ہی صلیب کو پاش پاش کردیا ہے۔ کیونکہ جب یہ ثابت ہوگیا کہ مسیح صلیب پر مرا ہی نہیں۔ بلکہ وہ اپنی طبعی موت سے کشمیر میں آکر مرا تو کوئی عقلمند ہمیں بتائے کہ اس سے صلیب کا باقی کیا رہتا ہے؟ اگر تعصب اور ضد نے بالکل ہی انسان کے دلکو تاریک اور اُسکی عقل کو ناقابل فیصلہ نہ بنادیا ہو تو ایک عیسائی کو بھی یہ اقرار کرنا پڑے گا۔ کہ اس مسئلہ سے عیسائی دین کا سارا تار و پود ادھڑ جاتا ہے۔ باقی آئندہ

الحکم نمبر ۳ جلد ۷۔ ۲۴ جنوری ۱۳ء

مولانا ابوالکلام کو صداقت کا پیغام

حُسن اتفاق سے آپ کا رسالہ "مسئلہ خلافت و جزیرۃ العرب" میری نظر سے گذرا۔ اسکے بعض حصّوں کے متعلق مجھے کچھ آپ سے کہنا ہے۔ لیکن قبل اسکے کہ باقی حصوں کے متعلق کچھ عرض کروں اُسکے آخری حصے پر کچھ عرض کرتا ہوں۔ اُمید ہے کہ یہہ چند سطور آپ کی دلچسپی بلکہ آپ کی تشنگی لب جسکا آپ نے اسمیں اظہار کیا ہے۔ کے بجھانیکا موجب ہونگی۔

آپ نے مسلمانوں کے بالخصوص ہندوستان کے مسلمانوں کے ادبار و فلاکت کا بڑا باعث "جماعتی زندگی کی معصیت" اور عدم امام قرار دیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ جب تک نظام شرعی کے مطابق جماعت نہ ہو اور ایک ایسا امام جو کہ صاحب علم و عمل اور جسکا قدم منہاج نبوت پر استوار ہو نہ ہو تو مسلمان کامیاب نہیں ہوسکتے۔ اسکے متعلق میں ایک بات کہتا ہوں اور اگر آپنے یہ بات دل سے کہی ہے اور میرا یقین ہے کہ آپ نے دل سے ہی کہی ہے تو یقیناً یقیناً میری بات آپ کے لئے تسلی و اطمینان کا موجب ہوگی۔ اور وہ بات کوئی نئی انوکھی نہیں۔ جس سے آپ کے کان ناآشنا ہوں بلکہ وہ وہی پرانا اعلان الٰہی ہے جس نے سالہا سال سے فضاء عالم میں اپنی گونج سے موج پیدا کر رکھا ہے۔ اور وہ یہ کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ جیسے لوگوں کے دلوں کو مضطر پایا اور اُس نے دیکھا کہ بعض دل فقدان امام و جماعت کے باعث خون ہوکر بہ نکلے ہیں۔ تو اسکی رحمت جوش میں آئی اور اُس نے اپنی قدیم سنت کے مطابق ایک امام اور جماعت کا انتظام فرمادیا۔ اور ایک ایسا امام مامور کردیا جو کہ نہ صرف منہاج نبوت پر قائم تہا۔ بلکہ خود نبی تہا۔ اور ایسی جماعت پیدا کردی جو کہ نظام شرعی کے مطابق ہے۔ پس آپ آئیں اور دیکھیں کہ سب کی زبانیں گونگی ہیں۔ صرف اسی امام (مامور) کی زبان گویا ہے۔ سب کے دماغ بیکار ہیں صرف اسی کا دل جو کہ نور وحی سے منوّر ہے۔ کارفرما ہے واقعہ میں لوگوں کے پاس نہ زبان ہے نہ دماغ۔ صرف دل ہے جو قبول کرتے ہیں صرف ہاتھ پاؤں ہیں جو حرکت کرتے ہیں۔ وہ امام حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں۔ اور وہ جماعت جماعت احمدیہ ہے۔ جو کہ ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا و من اتبعنی کی سچی مصداق ہے۔ لیکن اگر اس طرف سے بیرواہی ہے تو پھر وہی بات صادق آئیگی

ع

اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

میرے مکرم مولانا آپ کی نظر کتاب و سنت و تاریخ انبیاء پر بہت وسیع ہے۔ آپ خدارا ان تینوں چیزوں پر ایک دفعہ سرسری نظر کریں۔ اور دیکھیں کہ جب کبھی کسی قوم اور جماعت کے مقرر کردہ دین میں تفرقہ ہوا۔ اور جماعت کا شرعی نظام اٹھ گیا۔ تو خدا نے اس تفرقہ کے مٹانے کیلئے اور شرعی نظام قائم کرنے کے لئے کیا تدبیر فرمائی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بنی اسرائیل میں جب تفرقہ ہوا اور لوگ گروہ در گروہ ہو گئے تو اسوقت ان کو جماعتی زندگی پر قائم کرنے کے لئے کیا انتظام فرمایا۔ آپ یقیناً میرے ساتھ ہم نوا ہونگے۔ کہ تفرقہ صرف مامور من اللہ کی بعثت اور اُسکے ہاتھ پر جمع ہونے سے ہی اٹھ سکتا ہے۔ جیسے کہ فرمایا۔ ھوالذی ایدہ بالمومنین والف بین قلوبھم لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبھم ولکن اللہ الف بینھم انہ عزیز حکیم۔ پھر فرمایا کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین وانزل معھم الکتاب بالحق لیحکم بین الناس پھر فرمایا واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔ اور آپ یہ جانتے ہیں کہ وہ حبل اللہ اور معجزنما وجود جس نے دشمنوں کو بھائی بھائی کر دیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود پاک تھا۔

پس مکرم مولانا! جب تفرقہ پر اگر گمراہی جماعتی اور معصیت کو آپ تسلیم کرتے ہیں اور اسکا آپکو دکھ بھی ہے تو آپ ہی بتلائیں کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی سنت مستمرہ کے مطابق کیوں اسوقت کوئی مامور مبعوث نہیں فرمایا۔ کیا اسکی سنت بدل گئی۔ ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا لیکن اگر اسکی سنن غیر متبدل ہیں تو وہ مامور کہاں ہے جسکی ضرورت کا زمانہ متقاضی ہے ؎

دوراز کار ی شب و بیداری من ایں ہمہ نیست
بخیت من بخبر آرید تا کجا خفتست

میرے محترم مولانا! میں آپکے پاس خبر اور خوشخبری لاتا ہوں کہ وہ بخت قادیان میں ہے

باقی رہا یہ امر کہ اس ضرورت کو پورا کرنے والا آپ ہی کا وجود باجود ہے۔ جیسے کہ آپ نے فرمایا اتبعون اھدکم سبیل الرشاد اسکے متعلق کچھ زیادہ کہکر میں آپ کی دلشکنی نہیں کرنا چاہتا۔ آپ کے اس دعوے کی صداقت اور اسمیں کامیابی کے متعلق آپ کا وہ نوحہ جو رسالہ مذکورہ کے آخری تین صفحات پر مندرج ہے کافی روشنی ڈالتا ہے۔ جہاں کے آپ نے لکھا ہے "دس سال سے صرف ایک ہی صدائے دعوہ بلند کر رہا اور صرف ایک ہی بات کی جانب تڑپ تڑپ کر بلا رہا اور بوٹ بوٹ کر پکار رہا ہوں۔ ولاکن لا تحبون الناصحین پھر لکھا ہے "یہ وہی باتیں ہیں جو ایک زمانے میں میری زبان سے فریاد کا اضطراب اور طلب کی چیخ بن کر نکلتی تھیں۔ مگر تمہارے سینے کے اندر پتھر کا ایک ٹکڑا ہے اُس سے ٹکرا کر ہر آواز واپس آجاتی تھیں۔ اور تم یک قلم انکار و اعراض میں غرق تھے" پھر لکھا ہے "اور تم نے ہمیشہ اعراض کیا۔ تم نے اعراض ہی نہیں کیا بلکہ جعلوا اصابعھم فی اذانھم واستغشوا ثیابھم واصروا واستکبروا استکبارا کی ساری سنتیں غفلت و انکار کی تازہ کر دیں" پھر فرمایا ہے "میں نے تم میں سے ہر گروہ کو ٹٹولا میں نے دلوں اور روحوں کا ایک ایک گوشہ چھان مارا۔ جب کبھی کوئی بھیڑ دیکھی فریاد کی جب کبھی انسانوں کو دیکھا اپنی طرف بلایا لیکن فلم یزدھم دعائی الا فرارا بہت کم روحیں ایسی نکلیں جنکو حقیقت کا فہم ہو۔ اور بہت کم دل ایسے ملے جو طلب اور عشق سے معمور ہوں۔ یہانتک کہ میں تمہاری آبادیوں سے الگ ہو کر رانچی کے گوشۂ قید و بند میں چلا گیا۔ اور خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ وہاں میری صبحیں اور میری شامیں کن فکروں میں بسر ہوتی رہیں" پھر فرمایا ہے "تم میں سے کوئی نہیں جو میری زبان سمجھتا ہو۔ تم میں سے کوئی نہیں جو میرا آشنا سا ہو۔ میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ تمہارے اس پورے ملک میں ایک بے یار و آشنا غریب الوطن ہوں"

ممکن ہے کہ آپ یہ کہدیں کہ اگر یہ نوحہ بے اثر ہے اور ناکامی پر دلالت کرتا ہے۔ تو اس صورت میں اوس نبی پر بھی زد پڑتی ہے جن کی زبان پاک سے نکلے ہوئے یہ کلمات طیبات دہرائے گئے ہیں۔ لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ یہ زد اُس نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہرگز نہیں پڑتی کیونکہ جعلوا اصابعھم فی اذانھم واستغشوا ثیابھم واصروا واستکبروا استکبارا اور فلم یزدھم دعائی الا فرارا کے ساتھ رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا کا نظارہ بھی اس نے اپنی آنکھ سے دیکھا لیکن آپ صرف ابتدائی نظارہ کا ہی مشاہدہ کر رہے ہیں۔ اور کرتے رہینگے۔ اور وہ دوسرا نظارہ جس میں کامیابی کا سین تھا وہ آپکو دیکھنا ہرگز ہرگز نصیب نہیں ہوگا اس تصویر کا تاریک پہلو تو کثرت سے لوگ دیکھ لیتے ہیں۔ لیکن اس کا روشن پہلو (رب لا تذر الخ) جس میں رخ یار نظر آتا ہے۔ اور جو صادق اور کاذب میں فرقان ہوتا ہے۔ وہ سوائے نوح اور مثیل نوح کے اور کوئی نہیں دیکھ سکتا۔

خاکسار
چراغ الدین احمد دارالفضل
قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انی مھین من اراد اھانتک

یہ تو مسلمہ امر ہے۔ کہ جب کوئی کسی کیواسطے چاہ نکالتا ہے۔ خدا اسکے واسطے کھاڈ نکال دیتا ہے۔ یا اگر کوئی کسیکو تکلیف دینی چاہے تو بعض موقعہ وہ خود اسی مصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے یا کوئی کسیکو بدنام کرنا چاہے۔ تو خدا اسکو ایسا ذلیل و رسوا کرتا ہے۔ کہ دنیا میں کوئی اسکا نام لیوا نہیں رہتا۔ مگر ان سب سے بڑھکر جو شخص کسی مامور من اللہ کی مخالفت کرتا ہے وہ اسی دنیا میں ہی بدتر اور دربدر خوار ہوتا ہے اور آخرت میں بھی سزا کا مستحق ٹھہرتا ہے غرضیکہ ع۔ کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولا سے گندوں کو

آمدم برسرِ مطلب۔ قصبہ فیض پور کلاں جو سابقہ ضلع لاہور اور حال ضلع شیخوپورہ سے ملحق ہے۔ بڑا مشہور قصبہ ہے۔ اسکے متصل تھوڑے ہی فاصلہ پر ایک مقبرہ شاہ مسکین کے نام سے موسوم ہے۔ جہاں ایک چاہ بھی ہے۔ اور ایک چھوٹا سا باغیچہ بھی۔ وہاں چار پانچ گھر بھی آباد ہیں۔ جو ہمارے احمدی بھائیوں کے ہی ہیں۔ چونکہ احمدی جماعت کے آدمی ہر وقت خلق خدا کو تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ اسیواسطے اُن ہمارے بھائیوں نے فیض پور کے رہنے والوں کو بوقت آمد و رفت تبلیغ کی۔ چنانچہ پارسال کا ذکر ہے کہ فیض پور کے لوگوں نے شرائط مباحثہ طے کرنیکے واسطے شاہ مسکین پیغام بھیجا۔ جسوقت ہمارے بھائی گئے۔ آگے ایک مسجد میں مجمع عام تھا۔ اسمیں بیٹھتے ہی بات چیت شروع ہوئی۔ اثنائے گفتگو میں ایک ترکھان نے کہا۔ کہ ہم ان احمدیوں کا منہ کالا کرینگے [illegible] محمد صدیق نے اہلِ مجلس کو کہا۔ کہ کیوں بھئی آپنے اسیواسطے ہمکو بلایا تھا۔ یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ خیر اُس ترکھان کو لعن وطعن کی گئی۔ شرائط دی گئیں۔ مگر کوئی مناظرہ کے واسطے نہ آیا۔ اسکے بعد کچھ تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہوگا۔ کہ اکیدن مولوی محمد عبدالعزیز صاحب خلف الرشید مولوی محمد عبداللہ صاحب مرحوم بھینی سے شاہ مسکین تشریف لائے۔ اس روز بھی فیض پور جاکر چوہدری اللہ بخش صاحب نمبردار کو کہا۔ کہ اگر آپ کے مولویصاحب کوئی بات چیت کرنی چاہیں۔ تو ہم حاضر ہیں۔ چنانچہ چوہدری صاحب نے اپنے مولوی حسن محمد صاحب (جو فیض پور میں بھی نہیں۔ بلکہ اردگرد کے علماء احناف کے نزدیک بھی بڑے عالم فاضل مانے جاتے ہیں۔) کو بلایا۔ چونکہ مولوی صاحب نے فیض پور میں پہلے یہ بات مشہور کی ہوئی تھی۔ کہ احمدیوں نے اپنا قرآن مجید الگ بنا لیا ہوا ہے۔ اسواسطے اسوقت ایک قرآن مجید تو خود چوہدری صاحب نے ہاتھ میں لیا۔ اور ایک اپنے مولویصاحب کو دیا۔ اور ایک دو حافظ بھی موجود تھے۔ چنانچہ بحث وفات مسیح پر ہونے لگی۔ مولوی عبدالعزیز صاحب کو چوہدری صاحب نے کہا۔ کہ آپ صرف ایک آیت ہی وفات مسیح کے بارہ میں پہلے پیش کریں چنانچہ مولوی صاحب نے سورۃ مائدہ کی آیت فلما توفیتنی والی پیش کی۔ چوہدریصاحب نے اپنے قرآنمجید پر اسیطرح اس آیت کو پایا جسطرح مولویصاحب نے پڑھی تھی۔ حفاظ سے تصدیق کرائی۔ اپنے مولویصاحب سے بھی۔ اب چوہدریصاحب کا یہ شک تو رفع ہوگیا۔ کہ احمدیوں نے اپنا علیحدہ قرآن مجید بنایا ہوا ہے۔ باقی رہا ترجمہ جب ترجمہ مولویصاحب نے بیان کیا۔ پھر چوہدریصاحب نے اپنے مولویصاحب سے پوچھا۔ کہ کیوں جی۔ ترجمہ میں بھی آپکو کچھ شک ہے تو بیان کرو۔ ورنہ وفات مسیح کو تسلیم کرو۔ اس بات کو سنکر مولویصاحب جھنجھلائے۔ اور کہنے لگے کہ ہمارے پاس کتاب نہیں۔ ہمیں بھوک و پیاس لگی ہوئی ہے۔ ہم نے مولیشیوں کو چارہ ڈالنا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ چوہدریصاحب نے کہا۔ کہ مولویصاحب قرآنمجید کے ہوتے ہوئے اب کسی کتاب کی ضرورت نہیں۔ جواب میں مولویصاحب "چناں خفتہ اند کہ گوئی مردہ اند" مجلس برخاست۔ ہمارے بھائی بھی معہ مولوی صاحب چلے آئے۔ انکے آنے کے بعد معاً مولوی حسن محمد نے پیغام بھیجا۔ کہ اب تو میں کتاب لا یا تھا۔ اب آپ لوگ بھاگ گئے ہیں۔ ادھر سے چوہدریصاحب کا بھی پیغام آیا کہ یہ صاف فساد کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے جب تک میں نہ کہوں تب تک آپ نہ آویں اسلئے ابکی دفعہ نہ گئے اسکے بعد ماہ جولائی سنہ حالیہ میں جو ہمارا جلسہ شاہ مسکین ہوا جسپر حافظ غلام رسول، ابوعبیداللہ صاحب وزیرآبادی تشریف لائے تھے۔ اس جلسہ کی عام منادی ان قصبات میں کیگئی۔ نیز اشتہارات بھی لکھکر سب مسجدوں و دروازوں فیض پور۔ شرقپور میں لگائے۔ کہ کوئی صاحب آنکر بحث کرلے۔ جلسہ سے ایک دن پہلے مولوی حسن محمد صاحب فیض پور میں ہی تھے۔ جسروز جلسہ تھا۔ اس روز بعد نماز فجر کہیں روپوش ہو گئے۔ جلسہ پر مخالفین کیطرف سے کوئی مولوی نہ آیا۔ اور نہ ہی عام خلقت آئی۔ کیونکہ مولویصاحب نے سب کو بند کر دیا ہوا تھا۔ کہ ان کے جلسہ پر کوئی نہ جاوے جلسہ بخیریت تمام ہوا۔ اسکے بعد پھر دوسرے دن ہی مولویصاحب نے اپنے گاؤں میں آنکر شرائط طلب کیں۔ جو اسیوقت دے دی گئیں۔ مگر پھر وہی مہر سکوت طاری ہوگئی سچ ہے۔

اپنی جگہ تو سب کو ہے دعوے مردمی
میدان کارزار میں آئے تو مرد ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الٹا فتوے تکفیر مکمل کیا گیا۔ کل سربرآوردہ اشخاص کے انگوٹھے اور مواہیر ثبت کرائی گئی پھر اسی پر اکتفا کیا گیا بلکہ حکم دیدیا گیا کہ کوئی کمیں ان کے چاہ پر جا کر کام نہ کرے۔ ان کے ساتھ وئی بات چیت بھی نہ کرے ان کی زمین میں سے بھی کوئی نہ گذرے انکے گھر کا کوئی کہا ئے پیئے بھی نہ وغیرہ وغیرہ۔ جو ان کا مونہیں سے ایک بھی نکلا۔ وہ کافر متصور ہوگا۔ اسپر سب کمینوں نے کام چھوڑ دیا۔ ہاتھ ہی یہی کہا گیا کہ دیکھنا میں ان احمدیوں کو اسجگہ سے نکال دونگا اسکے بعد عید الضحیٰ کی موقعہ پر کوئی شخص قربانی کیواسطے ہمارے بھائیوں سے ایک جانور خرید کر کے لے گیا۔ چنانچہ اسکو بھی مولوی صاحب نے سخت تنگ کیا اور فرمایا۔ چونکہ یہ مال کافروں کا ہے۔ اس لئے حرام ہے۔ غرضیکہ ایسے ایسے واقعات ظاہر ہوتے رہے اپنی طرف سے مولویصاحب نے کوئی کمی نہ کی مگر ہماری طرف سے ہر آن الحمد للہ کی آواز نکلی اب اس جمعہ کو جب بندہ ادائگی نماز جمعہ کیواسطے شاہ مسکین گیا۔ تو ہمارے بھائی میاں محمد صدیق نے بیان کیا۔ کہ اس سے گذشتہ کے روز مولوی حسن محمد صاحب اسی ترکھان کے گھر سے جس کا ذکر پہلے کیا گیا ہے۔ زنا کرتے ہوئے موقعہ پر برہنہ پکڑے گئے۔ چنانچہ اسی جگہ موقعہ واردات پر مولویصاحب کو مالکان زانیہ نے شوٹ جوتی رسید کی۔ اور اسیطرح بحالت برہنگی بازار میں لاکر پھر از حد زدوکوب کیا گیا۔ جوں جوں مار پڑتی تھی۔ مولویصاحب فرماتے تھے۔ کہ میں تمہارا استاد ہوں۔ میں تمہارا استاد ہوں۔ مجھے چھوڑ دو نہ مارو۔ یہ ہے وہ ہے۔ مگر کون سنتا تھا۔ مجرم موقعہ پر پکڑا گیا تھا۔ گواہوں کی تو حاجت ہی نہ تھی۔ جب مار پیٹ سے خوب تسلی ہوگئی۔ تب انہوں نے کہا کہ مولوی صاحب اب ہمارے گاؤں سے آپ چلے جاویں۔ ورنہ نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔ یہ واقعہ ظہر کی نماز کے وقت ہوا تھا۔ اسکے بعد مولویصاحب شام سے پہلے پہلے معہ اہل واقارب نامعلوم کہاں چلے گئے۔ اور پھر عمر بھر اسجگہ نہیں آسکتے چونکہ مولویصاحب اس علاقہ میں بڑے لائق فائق تھے۔ اور خاصکر احناف کے واسطے قابل فخر تھے۔ اور ایک دو کتابیں بھی آپ نے تصنیف کی تھیں جن میں سے ایک کا نام مسئلہ ضروریہ ہے۔ جو غالباً کئی ناظرین نے دیکھی پڑھی ہونگی۔ اس لئے جملہ حنفیوں کو مولویصاحب کی اس حرکت پر دوسری قوم کے لوگ خیرباد کہہ رہے ہیں۔ ایک بات اور قابل ذکر ہے۔ وہ یہ۔ کہ مولویصاحب عمر رسیدہ ہیں پیرانہ سالی کو پہونچ چکے ہیں۔ ع

وارث شاہ جوانی دی عمر گذری اجے طمع نہ حرص تھیں باز آئی۔

چونکہ ناظرین باتمکین اس امر کے منتظر ہونگے۔ کہ اس مضمون کا نتیجہ کیا ہوا۔ سو بندہ وہی کہیگا۔ جو اوپر الہام حضرت اقدسؑ میں ہے یعنی ترکھان نے کہا تھا۔ کہ میں احمدیوں کا منہ کالا کرونگا۔ خدا نے اس کا ہی منہ کالا کر دیا۔ اور مولویصاحب نے احمدیوں کے نکالنے کا اقرار کیا تھا۔ مولوی صاحب خود ہی نکل گئے موضع فیض پور کے لوگوں بلکہ اس علاقہ کیواسطے حضرت مسیح موعود کا یہ نشان بموجب الہام مندرجہ بالا قائم ہوگیا ہے۔ اب جسکی آنکھ ہے دیکھ لے۔ کان ہیں سن لے۔ دل ہے مان لے۔ اور جو نہ مانے۔ اسکو الہام تو سنا دیا گیا ہے۔ اب ایک آیت بھی سن لے شاید اس پر ہی کوئی سعید روح تدبر کرے

ولقد استہزئ برسل من قبلک فحاق بالذین سخروا منھم ما کانوا بہ یستہزؤن ۱۲ اور البتہ تحقیق ٹھٹھا کیا گیا تھا ساتھ پیغمبروں کے پہلے تجھ سے پس گھیر لیا ان لوگوں کو کہ ٹھٹھا کرتے تھے اوہنیں سے اوس چیز نے کہ تھے ساتھ اسکے ٹھٹھا کرتے۔ ۵

ہمارا فرض ہے کہنا سنا دینا چاہتا دینا
کوئی سمجھے نہ سمجھے کوئی مانے یا نہ مانے

آج پورا ایک ماہ گذر چکا ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے کوئی جواب چٹھی کا نہیں دیا۔ محرر صدر

(محمد حسین احمدی از عیسن)

ویدونکا نزول

نمبر (۲)

یہ امر بھی دریافت طلب ہے کہ ہمیشہ ہر دور دنیا میں زمین پر چار ہی شخص بالکم دکاست ملہم من اللہ یعنی حق دار وید کیوں پیدا ہوتے رہے۔ کیا یہ چار کی قید ہر دور دنیا میں پرمیشور کی طرف سے جبراً لگی ہوئی ہے۔ یا بندگان خدا نے از روئے مشورہ یا قرعہ اندازی کے یہ چار ہی شخصوں کا انتخاب کیا تھا۔ کہ وہ خاص عمل جنکے باعث وید نازل ہوسکتے ہیں۔ صرف چار ہی شخص اس قسم کے سپیورن اعمال کیا کریں۔ تاکہ ویدوں کے چار ہونیکی وجہ سے چار ہی شخصوں میں ان کا محدود ہونا قائم رہے۔

شق اوّل۔ اگر ہر دور دنیا میں پرمیشور کے حکم اور مشیت یعنی ارادے سے جبراً ٹھہرا چار ہی شخص صاحب الہام یعنی حق دار وید پیدا ہوتے رہے۔ اور آئندہ بھی اسی طرح ہوتے رہینگے تو اس پرمیشور کی کاریگری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے اول تو پرمیشور کی طرف داری کا خیال پیدا ہوتا ہے کیونکہ چار وید ہونے کی وجہ سے پرمیشور نے صرف چار ہی شخصوں کو اپنی مرضی کے مطابق الہام سے فیضیاب کر کے ان کو وید عطا کئے۔

شق دوم۔ اس پرمیشور کی کارروائی سے انسان کی فعل مختاری خاکمیں مل جاتی ہے۔

شق ثالث۔ اگر ویدوں کا نزول انسان کے اپنے ہی کرموں کا نتیجہ ہے جیسا کہ دیانند صاحب اپنی کتاب ستیارتھ کے صفحہ ۲۵۴ سطرہ میں لکھتا ہے تو انسان کی فعل مختاری خود بخود چاہتی ہے کہ ہر دور دنیا میں یہ چار ملہمان وید کی قید خلاف عقل ہے۔ دلیل اس پر یہ ہے کہ مدرسہائے سرکاری میں ہر کلاس میں سے طالبعلموں کا پاس یا فیل ہونا جو کسی خود مختاری اور کوشش کا نتیجہ ہوتا ہے۔ بعد امتحان سال بسال ظاہر ہو جاتا ہے کسی یونیورسٹی یا کالج یا مدرسہ کے طالب علم ڈل۔ انٹرنس۔ ایف اے۔ بی اے ایم اے کی ڈگریاں حاصل کرنیوالوں کی تعداد برابر نہیں رہ سکتی۔ کمی بیشی اور کمی زیادہ ہونا ہر ایک ڈگری دار کا اظہر من الشمس ہے جس سے کوئی صاحب عقل انکار نہیں کر سکتا پس یہی صورت اعمال نیک و بد کرنے والوں کی کی ہے۔ اور وہ کامل اور سپورٹنا اعمال جو باعث نزول وید کا ہو سکتے ہیں وہ ہی تو انسان کی خود مختاری پر مبنی ہیں۔ ان میں کبھی ہر صورت کسی اور زیادتی کا ہونا امر لازمی ہے پس انسان کی فطرت ہی چار ملہمان کی قید کو خود بخود اثار ہی ہے۔ اور چار کی قید ٹوٹ کر کم اور زیادہ ہونا ملہمان ویدوں کا نتیجہ پیدا کرتا ہے۔ اس کا مفصل حال ہم گذشتہ مضمون میں بیان کر چکے ہیں۔

شق رابعہ ہم رات دن دیکھتے ہیں کہ مدارس سرکاری میں ہر سال مختلف ڈگریاں جو طالب علم حاصل کرتے ہیں انہیں سے اکثر سرکار دولت مدار کی حاجت کے موافق کاروبار سرکاری میں ملازم رکھے جاتے ہیں۔ اور باقی بکثرت بے روزگار مارے مارے پھرتے ہیں۔ کیا پرمیشور بھی بباعث چار وید ہونے کے الہام کے عہدہ جلیلہ پر چار ہی آسامیاں پر کر کے باقی اعمال کنندگان کو خواہ انکے عمل ہم پلہ اور ہموزن اور ہم رنگ اگنی وغیرہ کے کیوں نہوں خشک جواب دیگا اور صاف صاف کہدیگا کہ میرے پیارے بھگتو گو تمہارے سپورٹنا اعمال اس قابل ہیں کہ تمہیں بھی وید ہماری سرکار سے عنایت ہوں۔ مگر میں لاچار ہوں میرے خزانہ الہام میں کل بیس ہزار منتروں کے قریب ہی الہام کا مادہ تھا۔ جو حقیقت میں صرف ایک ہی وید تھا۔ پھر چار میں تقسیم کیا گیا۔ اب اس سے زیادہ میرے پاس کلام کا خزانہ نہیں ہے۔ گو اے اعمال صالح کرنے والو! تمہارا حق مارا جاتا ہے۔ میں مجبور ہوں مجھے معاف فرمائیں

بقول آریہ صاحبان پرمیشور نے آغاز آفرینش عالم میں چار وید یعنی رگ یجور۔ سام۔ اتھر سے چار شخصوں کو انکے کسی خاص محلوں کیوجہ سے اور ان کا حق جانکر عطا فرمائے اور نام ان چار رشیوں کے یہ ہیں اگنی۔ وایو۔ ادیتہ۔ انگرا۔ اور یہ بھی واضح ہو کہ چاروں ویدوں کا مدعا اور مقصود اور تعلیم علیحدہ علیحدہ ہے اور چاروں وید بھی چاروں رشیوں کو جدا جدا دے بلے۔ اس بات سے صریح معلوم ہوتا ہے۔ جو وید جس رشی کو ملا۔ اس وید کی حقیقت اور مضامین اور منشاء سے وہ رشی بخوبی واقف ہو سکتا ہے اور باقی تین وید جو دیگر رشیوں کو ملے ہیں سانگی ماہیت کلی سے ضرور ناواقفی رہی ہوگی۔ علی ہذا القیاس بسیط ہر ایک رشی تین ویدوں کی ماہیت اور حقیقت مضامین سے بے بہرہ اور بے نصیب رہا ہوگا۔ لامحالہ ایک رشی کو تین ویدوں کا مطلب اور مدعا معلوم کرنے کو ضرور تین رشیوں کی شاگردی کرنا لازمی امر ہو گیا ہوگا۔ اور یہ بھی دریافت طلب بات ہے کہ جس زبان میں وید عطا کئے گئے تھے وہ زبان ان چاروں رشیوں کو وقت عطاء فرمانے ویدوں کے سکھائی گئی تھی یا بعد نزول۔ کیونکہ بدون جاننے اس زبان کے جس میں وید نازل ہوں ویدوں کا مطلب جاننا غیر ممکن ہے۔ اور ویدوں کی تبلیغ بندگان خدا پر کرنا یہ بھی چاروں رشیوں کا فرض منصبی تھا۔ اور بن آدمیوں پر ویدوں کی تعلیم کا وعظ کیا جاتا ہوگا۔ ان سامعین کا ویدوں کی زبان سے واقف ہونا بھی ضروری تھا پس

اول ثبوت اس امر کا ہونا چاہیئے کہ ہر ایک رشی نے دیگر رشیوں کی شاگردی کتنے کتنے عرصہ تک کی تھی۔

دوم۔ وید کی زبان سیکھنے میں انکا کتنا وقت صرف ہوا ہوگا۔

سوم۔ تبلیغ وید میں کتنا عرصہ لگا۔

چہارم۔ ان سامع تعلیم وید کی زبان دانی کا کیا بندوبست کیا تھا۔ آیا کوئی پاٹ شالہ کھولی گئی تھی۔ یا اور ہی انتظام ہوا تھا۔

پنجم ویدرشیوں کی عمریں کتنی کتنی تھیں۔ تاکہ معلوم ہو کہ ان کی عمروں کا حصہ کہاں کہاں خرچ ہوا۔ اب آریوں کے ذمہ فرض ہے کہ ان وید رشیوں کی سوانحعمریاں اور انکا چال وچلن اول بیان کریں تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ کیسے آدمی تھے۔ اور انہوں نے بندگان خدا کو ویدوں کی تعلیم کیونکر دی۔ ظاہر ہے کہ جب تک پیغمبروں کا صحیح حال معلوم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہ ہو۔ تو اُنکے ساختہ پرداختہ کا کلام الٰہی کیونکر مانا جاوے۔ پس پہلے ثبوت پیغمبری بعد از پیغمبر کا کلام جو اسکو منجانب اللہ دیا جاتا ہے۔ پیغمبر کی سچائی پر قبول کیا جاتا ہے

ضمیر کی صدا

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا

یہ اُس الہامی کتاب کا فقرہ ہے جو ملک عرب کے ایک برگزیدہ شخص عظیم الفطرت حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ اور جو ۱۳ سو سال سے ایک ہی نہج پر بلا کسی تغیر و تبدل اور تحریف و کمی بیشی کے مسلمانوں کے ہاتھوں میں چلی آتی ہے اور جو بمصداق و انا لہ لحافظون اپنے نازل کرنے والے کی حفاظت میں ہے۔

اس آیت کریمہ میں یہ جتایا گیا ہے کہ "ہم نے انسان کے ضمیر" انسان کے قلب میں یہ قوت رکھدی ہے کہ:-

"وہ بدی اور نیکی میں تمیز اور شناخت کر سکے" قدرت کی جانب سے کوئی شخص ایسا نہیں جسے ضمیر یا قلب نہ دیا گیا ہو۔ ہر شخص ضمیر رکھتا ہے اور ہر متنفس کے پہلو میں دل موجود ہے۔ اس آیت اور اس فلاسفی کی تصدیق ہر دل اور ہر ضمیر سے ہو سکتی ہے کوئی ضمیر اور کوئی دل ایسا نہیں جو اس کی تصدیق نہ کرے۔

صادق۔ کاذب۔ سارق۔ متدین۔ خائن امین۔ بدچلن۔ نیک چلن دونوں اسکی تصدیق اور تائید کرتے ہیں۔ اگرچہ انکی تصدیق کا رنگ کسی حد تک جداگانہ ہو۔ ہر چور یہ کہہ سکتا ہے کہ جب وہ چوری کا ارادہ کرتا ہے۔ تو اسکا ضمیر اور اُسکا دل اسے کیا کچھ کہتا ہے۔ ہر کاذب اسی طرح اپنے ضمیر کی آواز سُن سکتا ہے ہر خائن اور ہر بدچلن بھی اپنے ضمیر کی صدا سُنتا ہے سُنتا ہی نہیں بلکہ اُس کی تصدیق بھی کرتا ہے کہ جو کچھ وہ کر رہا ہے درست نہیں۔ وہ ایک بُرائی اور ایک عیب ہے دیکھو ایک چور باوجود ضمیر کی تنبیہ کے بھی جب چوری کرتا اور پرایا مال متاع پاکر اپنی اغراض کے ماتحت خوش ہوتا اور اپنی فارغ البالی کا اُسے ایک ذریعہ جانتا ہے تو جب خود اُس کے ہاں کوئی چوری کرتا ہے۔ یا اُس کی نقدی اور مال چُراتا ہے۔ تو اس کے دل پر جو دوسرے کی چوری پر فتوے دیچکا تھا ایک صدمہ ہوتا ہے۔ وہ پولیس کی جانب دوڑتا ہے۔ اور ہر شخص پر شبہ کرتا ہے اُس کی بیوی اور اُسکے بچے اور بچیاں افسوس کرتی ہیں کہ کیوں اُن کے ہاں چوری ہوئی۔ اور کیوں اُنکا مال چلا گیا۔ اگر چوری بُری عادت اور بُرا رویہ نہیں تو چاہیئے تھا کہ ایک چور جو دوسروں کے ہاں راتدن چوری کرتا ہے اپنی چوری سے خوش ہوتا۔ اُسکا دل افسردہ نہ ہوتا۔ کیونکہ جو فعل وہ خود کرتا ہے وہی فعل اُسکے ساتھ بھی کیا گیا ہے۔ لیکن ایسا شخص کڑھتا اور افسوس کھاتا ہے۔ اُس پر رات کی نیند اور دن کا آرام حرام ہو جاتا ہے۔ وہ ہر جگہ کہتا پھرتا ہے کہ میرا مال چلا گیا۔ اور میرے ساتھ بڑا ظلم ہوا ہے۔ یہ دلیل اس بات کی ہے کہ چوری ایک بُرا فعل ہے۔ ورنہ چور اُسے بُرا نہ جانتا کیونکہ وہ اُسے اپنی بہتری کا ذریعہ سمجھتا ہے

ایک گالی دینے والا جب اپنی نسبت کسی سے گالی سُنتا ہے۔ تو اُسکا دماغ پھر جاتا ہے۔ اُسکی آنکھیں لال ہو جاتی ہیں۔ اُسکے دل میں مارے جوش کے ایک ابال آ جاتا ہے۔ اگر گالی یا گالی دینا بُرا نہیں تو کیوں ایسا شخص جو روز اوروں کو گالیاں دیتا ہے اُسپر ناخوش اور ناراض ہوتا ہے کیونکہ اُسکے نزدیک تو گالی دینا کوئی بُری عادت اور دُکھ دینے والی بات نہیں تھی۔ ثابت ہوا کہ گالی دینا بُری عادت ہے۔ کیونکہ جو شخص خود گالی دیتا اور ایسی عادت رکھتا ہے۔ وہ ہی اس سے نفرت کرتا ہے۔

ایک مسخرہ دوسروں سے ہر روز مسخری اور ٹھٹھا کرتا ہے لیکن جب کوئی اُس سے مسخری کرتا ہے تو بیزار ہوتا ہے۔ یہ دلیل ہے اس امر کی کہ بیجا مسخری ایک تکلیف دہ بات ہے

ایک رشوت خوار ہر روز مقدمہ والوں سے بخوشی رشوت لیتا تھا۔ ایک دفعہ گاؤں کے پٹواری یا کسی دوسرے اہل کار نے اُس سے بھی رشوت مانگی تو بُرا مانا۔ اہلکار نے کہا حضور یہ تو یہ ہی کام ہے جو آپ بھی روز کرتے ہیں اگر لیتے ہو تو دو بھی۔

جو شخص دوسرے کا مُنہ چڑاتا ہے اپنے مُنہ چڑائے جانے پر کیوں ناراض ہوتا ہے اس وجہ سے کہ یہ روش فی الحقیقت بُری ہے۔

جو شخص کسی دوسرے سے نیکی کرتا ہے اس کا دل خوش ہوتا ہے اور وہ اُس طریق عمل میں ایک طمانیت پاتا ہے۔ صرف اسوجہ اور اس باعث یہ طمانیت ہوتی ہے۔ کہ جب کوئی دوسرا اُس سے نیکی کرتا ہے۔ تو اس کا دل خوش ہوتا ہے۔ یہ دلیل ہے اس بات کی کہ نیکی فی الواقع اور فی نفسہ ایک اچھا عمل اور نیکی ہے۔

اور پُرانا مقولہ ہے:-

"ہر کہ بر خود پسندی بر دیگراں ہم میپسند"

ہر ضمیر اور ہر دل آواز دیتا اور وقت پر جتاتا ہے۔ ہر ضمیر اور ہر دل کا جو فرض ہے وہ پورا کرتا ہے۔ سُننے اور غور کرنے کے واسطے کان چاہیئے۔ سمجھنے کے لئے دل مینا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ضمیر کی یہ صدا ہے کہ اگر تم سلامتی کی راہ دیکھنا چاہتے ہو تو میری سنو۔ اور میری آواز دھیان غور کرو۔ اور کان دھرو۔

حرفہ حرف ست ایں کہ زلف یاری گویدش
از بلاگر مے گریزی؟ در پناہ من بیا

خدا نے انسان کو مردہ دل اور بے حس ضمیر نہیں دیا۔ اسمیں ایک زندگی اور ایک حس رکھی گئی ہے۔ ایسی زندگی۔ اور ایسی حس جو اسکو زندہ کرتی اور اسمیں غیر فانی اور روشن روح پھونکتی ہے۔ اس روح کا نام مرشتی یا فطرتی شریعت بھی ہے۔ یہ وہ روح ہے جو ہر ذی روح کو بایں اوصاف حاصل ہے۔ یہ پورا کرتی ہے اس نوشتۂ الٰہی کو کہ خدائے قدیر نے انسان کو اپنی کل مخلوقات سے افضل اور اعلیٰ بنایا ہے اور اس امر کو بھی کہ دنیا میں برائی اور نیکی دونوں معمول ہیں۔ اور دونوں کی نسبت ضمیر نوٹس دیتا ہے۔ اگر کسی کی یہ اور فطرت مردہ نہیں ہو چکی تو تقوے اور فجور کی بابت ہر زندہ ضمیر صدا دیتا اور اعلان کرتا ہے۔

دیکھو۔ ایک شخص کسی بے گناہ کو دکھ دیکر پیچھے اپنے دل میں ہی پچھتاتا اور شرمندہ ہوتا ہے۔ یہ اس حس اور اس ضمیر کا اثر ہے جو اسکی سرشت میں اور اس کے پہلو میں رکھ دیا گیا ہے۔ اس سے شریعت اور احکام شریعت کی تائید اور تصدیق ہوتی ہے۔ اور انسان غور کے بعد یہ کہنے لگتا ہے کہ:۔

"انبیاء علیہم السلام جو کچھ لائے ہیں"۔ اور جو کچھ کہتے ہیں" وہ عین برحق ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ ضابطۂ ضمیری کے مقابلہ میں ایک ضابطہ ظاہری بھی ہو اور یہی پیمانہ ہے مقابلۂ صداقت اور تائید حق کے واسطے چونکہ دین اسلام ایک فطرتی دین ہے اور شریعت اسلامی عین فطرت کے مطابق ہے۔ اسواسطے اس آیت میں یہ ارشاد ہوا یہ آیت ضمیری رنگ میں گویا شریعت اسلامیہ کی ایک تائیدی اور تصدیقی شہادت ہے۔ ضمائر اور دلوں پر غور کرو اور اُن کی آوازیں سُنکر اُن کے معنے لگاؤ۔ ضمیر اور دل پر غور کرنا اور اسکی صداؤں پر کان دھرنا بجائے خود ایک عبادت اور ایک رسالت ہے۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ +

سُلطان احمدؐ

نصیحت کی باتیں

۱۔ آپسمیں ملنے کے وقت ہاتھ ملاؤ۔ یعنی مصافحہ کرو اس سے کینہ نہیں رہتا۔ اور آپسمیں ایک دوسرے کو تحفہ دو اس سے محبت بڑھتی ہے۔

۲۔ کہلی جہت جسپر پردہ نہ ہو اوسپر سونیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

۳۔ حیا اور خاموشی دو شاخیں ایمان کے درخت کی ہیں اور بیہودہ گوئی اور بے فائدہ بکواس دو شاخیں نفاق کے درخت کی ہیں۔

۴۔ مسلمان کو گالی دینا سخت گناہ ہے۔ اور اسکو قتل کرنا کفر ہے۔

۵۔ کوئی شخص کسیکو اوسکے بیٹھنے کی جگہہ سے نہ اٹھاوے اسلئے کہ آپ وہاں بیٹھے۔ بلکہ جگہہ فراخ کرے۔ اور آنے والے کو جگہہ دے تاکہ اٹھنے کی ضرورت نہ پڑے۔

۶۔ جو شخص اپنی جگہہ سے اٹھے اور پھر واپس آئے تو اوسی جگہہ وہ بیٹھنے کا مستحق ہے جس جگہہ سے اٹھکر گیا تھا۔

۷۔ جسکو یہ بات پسند ہو کہ میرے روبرو لوگ ادب و تعظیم سے کھڑے رہیں وہ دوزخ کے لئے مستعد رہے۔

۸۔ قیامت کے دن بدترین انسان وہ ہے جو ایک بات کو کسی ایک سے کچھہ کہے اور کسی دوسرے سے کچھہ۔

۹۔ چغل خور بہشت سے دور رہیگا۔

۱۰۔ سچائی نیکی ہے جو بہشت میں پہنچا دیتی ہے اور جھوٹ بدی ہے جو دوزخ میں گرا دیتی ہے۔

۱۱۔ جب خوشامدیوں کو تعریف کرتے دیکھو تو انکے منہ میں خاک ڈالو۔

۱۲۔ جو شخص اپنے بھائی مسلمان کی وہ برائی بیان کرتا ہے۔ جو اسکے بھائی میں ہے تو یہ غیبت ہے۔ اور جو اسمیں نہیں ہے اور بیان کرنیوالا کہتا ہے کہ یہ بہتان ہے

۱۳۔ خرابی ہے اور تباہی ہے اوسپر جو لوگوں کے ہنسانے کو جھوٹی باتیں بیان کرے۔

۱۴۔ بد آدمی کی صحبت سے تنہائی بہتر ہے۔ اور نیک آدمی کی صحبت تنہائی سے بہتر ہے۔ اور نیکی کا سکھانا چپ رہنے سے بہتر ہے۔ اور برائی سکھانیسے چپ رہنا بہتر ہے۔

۱۵۔ سب سے بڑی دغابازی اور خیانت یہ ہے کہ ایک اپنے بھائی سے ایسی بات کہو جسکو وہ سچ جانے اور تم اسکو جھوٹ جانتے ہو

۱۶۔ کبھی اپنے بھائی کو مصیبت میں مبتلا دیکھکر خوش مت ہو۔ پس خدا اسپر رحم کریگا اور تجھکو آفت میں ڈالیگا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۱۷۔ جب بدکار کی تعریف کیجاتی ہے تو تعریف کرنیوالے پر خدا کا غضب ہوتا ہے۔

۱۸۔ زیادہ ہنسنے سے دل مردہ اور چہرہ بے رونق ہوجاتا ہے۔

۱۹۔ سچ بات کہو خواہ کسیکو کیسی ہی کڑوی معلوم ہو۔

۲۰۔ تمام آدمیوں میں بُرے آدمی وہ ہیں جو چغلیاں کرتے دوستوں میں جدائی ڈلواتے اور نیک لوگوں میں عیب بغرض گناہ اور خرابی چاہتے ہیں۔

یتامیٰ کو سردی سے بچاؤ

قبل ازیں دوبار فاروق میں احباب کو احمدی یتامیٰ کیطرف توجہ کرنے کے لئے عرض کیا گیا ہے۔ کہ سردی سے یہ بیکس بچے ٹھر ٹھراتے ہیں۔ انکے واسطے جوتے اور ٹوپیاں اور لحاف درکار ہیں۔ آپنے اسپر ذرا کان نہیں دھرا۔ میں نہیں خیال کرتا کہ آپکو انکا احساس نہیں۔ احساس تو بہت ہے مگر پرواہ نہیں ہے۔ خدا تعالےٰ آپکے دلوں میں اس ضرورت کے پورا کرنیکا خیال ڈالے۔ میری اپیل پر سابق بالخیرات مکرمی اخویم شیخ مشتاق حسین صاحب میٹ ایجنٹ رئیس گوجرانوالہ نے روپیہ اور واسکٹیں بنوادی ہیں۔ رب العزت انکو اسکا اجر عظیم عطا فرماوے اور انکے اہل و عیال بال بچوں پر برکتیں اور رحمتیں نازل کرے ترقی ایمان و دولت عطا فرماوے آمین۔ اسیطرح کوئی اور بہت بزرگ جوتے اور ٹوپیاں اور لحاف اور کوئی یتیم پروردہ لحاف عطا فرماکر خدا سے خوشنودی کا سرٹیفکیٹ اور اجر عظیم کا حق حاصل کریں۔ جاڑے سے پہلے پہلے یہ سب سامان بہم پہونچا دیں۔ بچوں کو بہت سردی لگتی ہے مہتمم یتیم خانہ

سخاوت کسے کہتے ہیں؟

۱۔ اندھے۔ لنگڑے۔ لولے۔ کوڑھی۔ جذامی۔ بیمار کی بہ پیسہ سے مدد کرنا سخاوت ہے

۲۔ ایسے مفلس اور تنگ دست شخص کی امداد کرنا سخاوت ہے جو صاحب غیرت ہے کسی سے بھیک نہیں مانگتا کماتا ہے مگر کمائی اُسکے کنبہ دار ہونیکیوجہ سے کافی دوافی نہیں ہوتی

۳۔ ننگوں کو کپڑے پہنانا اور بھوکو کھانا کھلانا بھی سخاوت ہے بشرطیکہ وہ ننگوں کی سخاوت کی امید پر ننگے اور بھوکے نہ رہتے ہوں۔ بلکہ اس عذر سے ننگے اور بھوکے رہتے ہوں جو اوپر بیان ہوا۔ یعنی اُنکی کمائی ان کے بال بچوں کو کافی نہ ہوتی ہو۔ +

۴۔ ایسے یتیم بچوں کی پرورش اور تعلیم و تربیت کرنا بھی سخاوت ہے جن کا پرورش کرنے والا کوئی نہ ہو +

۵۔ بیمار کی دوا اور تیمارداری کرنا بھی سخاوت ہے

۶۔ مدرسہ۔ کتب خانہ یتیم خانہ شفاخانہ بشرط ضرورت کنوئیں۔ سرائے۔ پل۔ اور مسجد وغیرہ بنوادینا بھی سخاوت ہے۔ اور یہ ایسی عمدہ سخاوت ہے جو ہمیشہ جاری رہتی ہے۔

۷۔ قرضدار کو قرض کی مصیبت سے چھڑانا بھی سخاوت ہے۔ بشرطیکہ اُس کو فضول خرچی کی عادت نہ ہو۔ اور اس نے فضول خرچی کے لئے قرض نہ لیا ہو۔ اور اگر فضول خرچی کے لئے بھی لیا ہو تو آئندہ متنبہ ہوکر توبہ کرتا ہو۔ کہ پھر کبھی قرض نہ لونگا۔ اور قرض لینے کے نقصانوں سے خوب واقف ہوچکا ہو

۸۔ مسافر کو وطن پہنچانا بھی سخاوت ہے بشرطیکہ اسکا اطمینان کرلیا جائے۔ کہ اُس نے وطن کسی نیک غرض کے لئے چھوڑا تھا۔ مگر اتفاقاً پردیس میں کوئی آفت ایسی آن پڑی جس سے حال ابتر ہوگیا۔

۹۔ عوام الناس کو نیک رستہ بتانے اور تہذیب سکھانے کے لئے نصیحت کی کتابیں مفت تقسیم کرنا بھی سخاوت ہے۔ اور اس سخاوت کا نتیجہ نہایت عمدہ ظہور میں آتا ہے

۱۰۔ طالب علموں کو اگر علم حاصل کرنیکی مقدرت نہ ہو تو کتابوں یا وظائف سے انکی مدد کرنا یا غیر ممالک میں بھیجکر مفید علم تحصیل کرانا بھی سخاوت ہے۔

۱۱۔ سرما کے موسم میں مستحق غریبوں کو گرم کپڑے یا رضائیاں تقسیم کرنا اور موسم گرما میں شربت اور برف پلانا سخاوت ہے مگر اس قسم کے برتاؤ ضعیفوں اور محتاجوں ہی کے لئے مناسب ہیں۔

۱۲۔ لاوارث مُردوں کی تجہیز و تکفین میں مدد دینا بھی سخاوت ہے

۱۳۔ سخی کہلانے کے لئے سخاوت کرنا سخاوت نہیں۔ یعنی نام آوری چاہنا یا احسان جتانا نہیں چاہیئے۔ اس سے ثواب باطل ہوتا ہے۔

۱۴۔ بھیک مانگنے والے ہٹے کٹے تندرست جوانوں کو دینا سخاوت نہیں۔ بلکہ ان کو دینا گویا اپاہجوں کی حق تلفی کرنا ہے۔ حضرت رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک بھیک مانگنے والے کو ارّہ اور کدالی دلادی۔ تاکہ وہ بھیک مانگنا چھوڑ کر لکڑیاں جنگل سے لے آیا کرے

اور اُسے بیچ کر اپنی محنت کی روٹی کھایا کرے حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک بھیک مانگنے والے تندرست کے پاس سے آٹے کی جھولی چھین کر اور اونٹوں کے آگے ڈلوادی۔

۱۵- پیرزادوں۔ سیّدوں۔ مجاوروں کو دینا سخاوت نہیں۔ سیدوں کو زکوٰۃ اور صدقہ لینا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حرام کیا ہے۔ اور دینے والے کو بھی منع فرمایا ہے۔ تاکہ آلِ رسول کو بھیک مانگنے کی عادت نہ پڑ جائے۔ اور یہ گروہ دنیا میں ذلت کی زندگی نہ بسر کرنے لگے +

۱۶- حج کو بھیجنا بھی سخاوت نہیں۔ کیونکہ کسی مسلمان پر حج فرض نہیں ہوتا جب تک کہ اسکے اہل و عیال کے لئے سال بھر کا نفقہ یعنی خرچ اور زادِ راہ پاس نہ ہو۔ پس اسکو بھی لوگوں سے مانگ تانگ کر حج کرنا فرض نہیں۔

۱۷- گنہ گار ملزموں کا جرمانہ بھر کر ان کو قید سے چھڑانا یا اُن پر جرم ثابت نہ ہونے کے لئے روپیہ خرچ کرنا۔ سخاوت نہیں بلکہ گناہ ہے۔

۱۸- رانڈوں۔ بیوہ عورتوں کا روزینہ مقرر کرنا سخاوت نہیں۔ کیونکہ ان کو نکاح ثانی کرنا لازم ہے۔ رانڈ بن کر بیٹھ رہنے کا کس نے حکم دیا ہے۔ ہاں اُن رانڈوں کا روزینہ مقرر کرنا ثواب ہے جو ضعیفہ ہونے کی وجہ سے نکاح ثانی نہ کریں +

ضرورت ہے

مطبع فاروق کے لئے ایک عمدہ کاپی نویس کی ضرورت ہے جسکا عربی اور اردو خط نفیس ہو درخواست کے ساتھ نمونہ خط بھیجنا چاہیئے تنخواہ یا اجرت کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہوگا۔ کاتب کو قادیان میں رہنا پڑیگا درخواست پتہ ذیل پر آنی چاہیئے۔ منیجر فاروق قادیان پنجاب

مجرب و امین طلب فرمائیں

اثر بسر فولاد۔ جو طاقت اور خون صالح پیدا کرتا ہے قوت ہاضمہ کو قوی کرتا ہے۔ اعطاء در ہضمیہ کو تقویت بخشتا ہے۔ فی نزول کلاں ۲ تولہ

۲ شربت دافع قبض۔ قبض کو رفع کرتا ہے اور بلا کسی ضعف و کمزوری کے اجابت با فراغت روزانہ ہو جاتی ہے کسی قسم کا پرہیز نہیں فی نزول کلاں ۲ تولہ

۳ چٹنی۔ نہایت خوش ذائقہ ہے۔ غذا کو ہضم کرتی اور اشتہا کو بڑھاتی ہے۔ فی سیر عہ

۴- بخار کی گولیاں۔ یہ گولیاں ہر قسم کے بخار کو دور کر کے خون کو صاف کرتی ہیں۔ اور قبض نہیں ہونے دیتیں۔ فی درجن ۴ر

۵ حب قبض کشا۔ ہر قسم کی قبض کو دفع کرتی ہیں۔ اور بھوک لگاتی ہیں۔ فی درجن ۴ر

۶- علاوہ ازیں ایسے مایوس مریضوں کا جنکے اولاد نہیں ہوتی اور تمام عمر علاج کرتے کرتے گذر گئی اور پھر ناکام رہے۔ خدا کے فضل سے اگر وہ اپنا علاج مجھ سے شروع کروائیں تو انشاء اللہ اُس قادر مطلق کے فضل و کرم سے اور مسیح موعودؑ کے صدقہ سے اونکے گھر اولاد ہوگی مفصل حالات لکھکر بھیجدیں اونکا علاج کیا جائیگا۔ اور کامیابی خدا کے فضل و کرم سے ضرور ہوگی۔ خدا کی ذات سے ناامید ہونا مومن کی شان نہیں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے اس عاجز کے تیار کردہ شربت فولاد اور چٹنی کا استعمال فرمایا ہے۔ ہر دو ادویات کو مفید پاکر ارشاد کیا ہے کہ میری تیار کردہ ادویات کو حاجتمند احباب ضرور استعمال کریں۔ میں اور دوائیں بھی تیار کرتا ہوں جنکی تفصیل مفصلہ ذیل پتہ سے خط و کتابت کرنیسے معلوم ہو سکتی ہے۔

ادویات مندرجہ بالا سریع التاثیر اور مفید تر ہیں

محصول ڈاک بذمہ خریدار

المشتہر

حکیم نور احمد احمدی ایمنڈ کوٹ ناجہ مٹیہ کولابرار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اور آپکے خلیفہ اول حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحبؓ کا مصدقہ ممیرا اور حضرت خلیفہ اول کا بتایا ہوا۔

ممیرا اور اسکے فوائد

اصل ممیرا ایک ایسی چیز ہے۔ جو امراض چشم کیلئے بہت مفید ہے۔ مینے حضرت مسیح موعودؑ کے حضور ایک مجمع کے سامنے مسجد مبارک میں ممیرا پیش کیا۔ آپنے اُسے بہت پسند فرمایا۔ اور فرمایا کہ یہ وہ چیز ہے جس سے لوگ ہزاروں روپیہ کماتے ہیں۔ میں نے حضورؑ کی اجازت کے بعد سلسلہ کے اخبار بدر و الحکم اور رسالہ میگزین میں اُسے شائع کیا۔ اور خدا کا شکر ہے کہ بہت لوگوں نے اس سے فائدہ اٹھایا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک میں اس کرم اور ممیرے کو ہمیشہ اسی نیت سے مشتہر کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ کا مصدقہ ہے اور نسخہ مندرجہ حضرت خلیفہ اوّل کا تجویز کردہ ہے۔ جو لوگ امراض چشم میں مبتلا ہیں یا حفظ ماتقدم کے طور پر حفاظت چشم چاہتے ہیں وہ اس مرہم کو استعمال کریں۔ حضرت حکیم الامتہ نے اسکے متعلق فرمایا!

برائے امراض چشم بسیار مفید است۔ یہ مرہم دہند جلا۔ پھولا۔ پڑوال۔ صباح اور سرخی چشم اور اسفالی موتیا بند و دیگر امراض کے لئے مفید ہے قیمت سہ تولہ ۱ر

اصلی ممیرا کی قیمت فی تولہ ۱ر یہ مرہم جسکی آنکھیں دکھتی ہوں انکیلئے بہت مفید ہے اور مجرب ار مقوی البصر ہے خصوصاً طلباء کیلئے۔

ست ملاجیت

نجیح اعظم سے نقل کیا ہے جسکی عبارت یہ ہے مقوی جمیع اعضا نافع سرع مشتہی طعام قلع بلغم و ریاح دافع بواسیر و جذام و استسقاء زردی رنگ و تنگی نفس و قی شہوت خبیث فساد بلغم و قاتل کرم شکم مفتت سدہ و مثانہ و سلسل البول و سیلان منی و یبوست رو و مفاصل کیلئے بہت مفید ہے۔ بقدر دانہ تخود بہمراہ دودھ استعمال کریں

قیمت قسم اول فی تولہ عہ

المشتہر

احمد نور کابلی تاجر مہاجر قادیان۔ ملک پنجاب

(فاروق پریس قادیان میں باہتمام ایم قاسم علی پرنٹر و پبلشر میں چھپکر فاروق منزل سے شائع ہوا)